سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی ہو اور اس کی فتوحات کے سامنے کسی کی مزاحمت کامیاب نہ ہو سکے، اس کا طرزِ عمل فخر و امتیاز کا ہو یا حلم و خاکساری کا، وہ خادم ہو یا بادشاہ بن کر بیٹھ جائے۔ اگر اس کے پاس دولت کی کثرت ہو تو کیا وہ اسے سینت سینت کر رکھے یا اسے اللہ کی راہ میں اللہ کے بندوں کی حاجتیں پوری کرنے میں لگا دے۔

آخری حصے میں ایک بہت اہم علمی اور تجزیاتی بحث اس موضوع پر ہے کہ کیا سائنسی ترقی اور مادیت کے دور میں اس دور کے لحاظ سے زندگی گزرنے کے اصول وضع کیے جائیں یا الہامی ہدایت کی روشنی میں قرآن و سنت کے ازلی اور ابدی اصول عمل میں لائے جائیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور توحید کی روشنی میں معاشرہ، معیشت اور سیاست کی تشکیلِ نو کی جاسکتی ہے اور آج کی دنیا کو جو مادیت، انفرادیت پرستی اور ٹکنالوجی کی برتری کی غلام نظر آتی ہے، اس فکری قید سے نکال کر اسلام کے روشن اور ابدی اصولوں کے ذریعے ایک روشن مستقبل کی طرف لے جایا جاسکتا ہے۔

یہ مختصر کلمات کسی لحاظ سے بھی اس کتاب کا خلاصہ نہیں کہے جاسکتے۔ جس قلبی حرارت کے ساتھ اس تحریر کو لکھا گیا ہے اس کی حدت کو نہ صرف محسوس کرنے بلکہ اسے عمل کی بنیاد بنانے کی ضرورت ہے تاکہ نظامِ کفر و طاغوت کی جگہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات کو نافذ کرنے کے لیے انسانی وسائل کی تعمیر و تشکیل کی جاسکے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

تعلیم کی ضرورت، ڈاکٹر عبدالرشید ارشد۔ ناشر: اشاعت الحکمت، ۱۲-نیو گلشن پارک، چونگی ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات: ۲۰۰۔ قیمت: ۱۹۰ روپے۔

زیرِتبصرہ کتاب میں علم کی اہمیت، ضرورت اور دینی نقطۂ نظر سے اس کے فروغ کے لیے وسیع پیمانے پر کاوشوں کی ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف کو اس حقیقت کا شدت سے احساس ہے کہ مروجہ نظامِ تعلیم مسلمانوں کو غلام بنانے کی منظم کوشش ہے جو پوری کامیابی کے ساتھ مسلمانوں کو جکڑے ہوئے ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس غلام ساز نظامِ تعلیم کو اسلامی اور قومی تقاضوں کے مطابق تشکیل نہیں دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قوم فکری اور عملی انتشار کا شکار ہے۔

کتاب کے آٹھ ابواب میں مصنف نے نظامِ معاشرہ اور تہذیبی تصورات، علم کی ضرورت،